عظمیٰ عزیز خان *

مکتوباتِ جلال الدّین رومی — تعارف اور جائزہ

خطوط مکتوب نگار کی شخصیت کا بہترین تعارف اور اُس کی صلاحیتوں اور اوصاف کا عمدہ اظہار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عظیم دینی، علمی، ادبی، روحانی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی شخصیات کے خطوط کو بہت اہمیت دی جاتی ہے اور ان شخصیات کی حیات و خدمات پر کام کرنے والے محققین ان خطوط کو اہم ماخذ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

مولانا جلال الدین رومی (م: ۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) عالم اسلام کی عظیم روحانی شخصیت، رجحان ساز مفکر اور بے مثال شاعر ہیں۔ مشرق و مغرب میں اُنھیں زیادہ تر اُن کی خوبصورت عارفانہ و عاشقانہ غزلوں اور عرفانیات کی شاہکار مثنوی معنوی کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ یورپ اور امریکا میں اُن کے کلام کے تراجم مقبولیت کی انتہائی حدوں کو چھو رہے ہیں۔ دنیا بھر میں اُن کے احوال و آثار اور افکار و تعلیمات کے بارے میں تحقیقی کام جاری ہے اور رومی شناسی کا میدان جہان تحقیق کے ایک ثروت مند شعبے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

مولانا جلال الدین رومی کی سحر انگیز شخصیت بھی اُن کی شاعری کی طرح بہت پرکشش اور متاثر کن ہے اور اس قابل محبت اور لائق تقلید شخصیت سے بہت قریبی آشنائی کے لیے *مکتوبات مولانا جلال الدین رومی*[۱]، کا مطالعہ بے حد اہم ہے۔ ۱۴۷ خطوں پر مشتمل اس مجموعے کا مطالعہ مولانا کی عظیم الشان شخصیت، اُن کے اخلاق و کردار، اُسلوبِ تربیت، حلقہء ارادت اور نظام خانقاہ کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

---

* عظمیٰ عزیز خان، ریسرچ ایسوسی ایٹ، گورمانی مرکزِ زبان و ادب، لاہور، LUMS.

مولانا کے مکتوبات اب تک چار بار ایران اور ترکی سے شائع ہو چکے ہیں ۲ ۔ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔مکتوبات مولانا، بہ اہتمام ڈاکٹر فریدون نافذ اوزلوق مطبعۂ ثبات، استنبول، ۱۳۵۶ھ /۱۹۳۷ء۔ ۳

۲۔مکتوبات مولانا، استنبول کی اشاعت کا عکس، با مقدمہ وحواشی وتعلیقات یوسف جمشیدی پور وغلام حسین امین، بنگاہِ مطبوعاتی عطایی، تہران، ۱۳۳۵ش/۱۹۵۶ء۔ ۴

۳۔مکتوبات مولانا، استنبول کی اشاعت کا عکس، تہران، انتشارات علمی، ۱۳۶۳ش/ ۱۹۸۴ء۔ ۵

۴۔مکتوبات مولانا جلال الدین رومی، تصحیح توفیق ہاشم سبحانی، تہران مرکزِ نشرِ دانشگاہی ۱۳۷۱ش/۱۹۹۲ء۔توفیق ہاشم سبحانی کا شائع شدہ متن معیار کے حوالے سے کافی بہتر ہے۔ ۶

مکتوبات کا اردو ترجمہ *مکتوبات وخطباتِ رومی* کے نام سے ڈاکٹر محمد ریاض نے کیا ہے جو اقبال اکادمی، لاہور، پاکستان سے شائع ہوا۔اس میں مولانا کے مجموعۂ خطبات *مجالسِ سبعہ* کا ترجمہ بھی شامل ہے ۷ ۔یہ غالباً اردو میں شائع ہونے والا پہلا ترجمہ ہے۔

مولانا جلال الدین رومی کا عہد منگولوں کے ہاتھوں ہونے والی تباہی و بربادی کی وجہ سے اقتصادی بدحالی کا شکار تھا۔بے روزگاری اور تجارتی و معاشی مسائل نے لوگوں کی زندگیاں اجیرن کر رکھی تھیں۔چنانچہ ان کے یہ خطوط نہ صرف اُس دور کے احوال واوضاع کے بہترین عکاس ہیں بلکہ مولانا کی شخصیت ایک حاجت روا کے طور پر بھی کھل کر سامنے آتی ہے۔

مولانا نے یہ خطوط زیادہ تر اپنے بعض متعلقین کے نجی اُمور ومسائل کے حل کے لیے مختلف صاحبان اقتدار یا معززین کو لکھے ہیں۔کئی خطوں میں ضرورت مندوں کی معاشی دستگیری کی سفارش کی گئی ہے۔کئی اہل لوگوں کو حصول ملازمت کے لیے متعارف کرایا گیا ہے۔بہت سے مظلوموں کی دادرسی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کو لوگوں کے دکھ درد کا کتنا احساس تھا اور دوسروں کے کام آنے کے لیے وہ کتنی ذہنی وعملی تگ ودو کیا کرتے تھے۔ ۸

مولانا چونکہ بہت بڑے عالم تھے اس لیے فارسی کے ساتھ ساتھ عربی زبان وادب میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔اُن کے تمام خطوط میں عربی کی آمیزش دکھائی دیتی ہے

۔اُنھوں نے آیات واحادیث کے ساتھ ساتھ عربی امثال واشعار سے بھی خاصا استفادہ کیا ہے ۹ ۔اس کی کچھ مثالیں یہ ہیں:

توقع است از مکارم اخلاق "خیر الناس من ینفع الناس" پادشاهی فرماید و را به شغلی که لایق او باشد، از بندگان خود گرداند۔ ۱۰

(__ سب سے اچھا انسان وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے" کے مکارم اخلاق سے توقع ہے کہ آپ بادشاہانہ مرحمت کریں گے اور کسی ایسے کام پر مقرر کر کے، جو اس کے لائق ہو، اسے اپنے غلاموں میں جگہ دیں گے۔)

آدم وار "ربنا ظلمنا" آغاز کن، ابلیس وار حجت مگو۔ ۱۱

(__ آدم کی طرح کہو "اے ہمارے پروردگار ہم نے ظلم کیا"، ابلیس کی طرح حجت بازی نہ کرو)۔

کریم مطلق هرگز ضایع نکند احسان محسنان که "هل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ ۱۲

(اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا احسان ضائع نہیں کرتا کیونکہ (اس کا فرمان ہے کہ)" احسان کی جزا احسان کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے؟)۔

یہ خطوط بنیادی طور پر مشکلاتِ طریقت کے حل اور عرفانی مسائل کی تشریح وتوضیح کے لیے نہیں لکھے گئے، اس کے باوجود شاید ہی کوئی خط ایسا ہو جس میں ضمنی طور پر معرفت وطریقت کے لطیف نکات بیان نہ کیے گئے ہوں۔ ۱۳

ان خطوں میں کثرت سے القاب وآداب استعمال کیے گئے ہیں جو زیادہ تر عربی ہیں۔

اکثر القاب کا مختلف مکتوبات میں تکرار بھی ہوا ہے۔بعض خطوں میں ترکی یا فارسی القاب بھی موجود ہیں۔کچھ مکاتیب میں القاب سے مکمل طور پر صرف نظر بھی کیا گیا ہے اور مناسب تمہید کے ساتھ اخلاقی وعرفانی مطالب بھی بیان کیے گئے ہیں۔ ۱۴

اس مجموعۂ مکتوبات میں تین خط عربی میں ہیں، باقی سب فارسی میں ہیں۔شمس تبریزی (غیاب: ۶۴۵ھ/۱۲۴۷ء) کے نام چار منظوم خط بھی شامل کتاب ہیں جو اُس دور کی یادگار ہیں جب شمس پہلی بار قونیہ سے شام چلے گئے تھے۔یہ خطوط مولانا کی شعر گوئی کا ابتدائی نمونہ ہیں۔ ۱۵

مشہور ایرانی محقق اُستاد فروزان فر (م: ۱۹۷۰ء) نے مکتوبات کے اُسلوبِ تحریر کو نثر سادہ یا نثرِ مرسل قرار دیا ہے ۱۶ ۔خطوں میں القابات والا حصہ مسجع ومقفیٰ نثر میں ہے، دیگر تمام

عبارات سادہ، رواں اور بے تکلفی سے لکھی گئی ہیں۔ بہت سے مقامات پر مولانا کی تحریر حد درجہ فصیح و بلیغ اور اثر انگیز بھی ہے۔ مثال کے طور پر اس خط کا مضمون ملاحظہ ہو:

عقل بیچارہ و جان ھر بیچارہ در نظارہء عجایب صنع و تعریف و تفریق حق تعالی متحیر است کہ ارواح ھمچون کبوتران کعبہ بر بام امید خانہء حقتجمع گشتہ اند، پر زنان۔ بعضی پر خوف می جنبانند یعنی پر شکر و مستی، و صنع او، ھمچون کبوتر بازی، بر این بام بلند، بی الھام و اندیشہ و تخویف و ترجیہ ای، ھر کبوتر جانی را بہ طرفی گسیل می کند لایق گوھر آن کبوتر، و بہ شھرھا می فرستد۔ بعضی را بہ راھھای ناایمن می فرستد کہ اسیر چنگل باز می شوند۔ جعجع فریاد کبوتر می شنود کہ در ماندیم، اگر بد خدمتی رفت دیگر نکنیم و بال و پر بی ادبانہ نجنبانیم۔ او مناجات چقتیق ایشان در چنگل باز می شنود۔ بعضی را خلاص می دھد و ھیبتی و مرحمتی در دل باز می افکند، و بعضی را جواب و لو ردوا لعادوا۔ [۱۷]

ترجمہ: عقل اللہ تعالیٰ کے عجائبات دیکھ کر متحیر رہتی ہے۔ وہ خصوصاً اس لیے حیران ہے کہ ارواح کبوتران کعبہ کی طرح کس روش سے جمع ہوتی ہیں اور حقائق آسمانی کا الہام لیتی ہیں۔ کبوتر نامہ بری اور پیغام رسانی کرتے ہیں۔ ارواح بھی افلاک سے پیغام گیری کرتی اور عالم اجسام تک پہنچاتے ہیں۔ مگر جس طرح نامہ بر کبوتر دوران پرواز باز وعقاب کے حملے کا شکار ہوتے ہیں، ارواح کا بھی یہی حال ہے اور وہ بھی حوادث اور موانع کا شکار ہوتی ہیں، اور روحانی حوادث سے آسمان وزمین لرز جاتے ہیں۔ [۱۸]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

سینہ کہ در او دلی نھاد کہ ھم قطرہ ای است و ھم عالمی، ھم گوھری و ھم دریایی، ھم بندہ ای است و ھم پادشاھی۔ [۱۹]

ترجمہ: سینہ جس میں دل رکھا جو قطرہ ہے اور جہان بھی، جو گوہر ہے اور سمندر بھی اور جو غلام ہے اور سلطان بھی۔ [۲۰]

مولانا کے خطوط میں صرف ایک خط مسجع اور پُر تکلف انداز میں لکھا گیا ہے جو بقول فروزان فرکشش اور تاثیر سے عاری ہے۔ [۲۱] تقریباً تمام خطوط کا اختتام دعائیہ کلمات پر ہی ہوا ہے۔ ایک خط کا اختتام مولانا نے اپنے نام کے ساتھ ایسے انداز میں کیا ہے جیسے عموماً اب بھی خط ختم کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔

مولانا کے بہت سے خطوط ایسے ہیں جن میں اُنھوں نے مکتوب الیہ سے ملاقات کی شدید خواہش کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد ملنے کا بندوبست فرمائے۔ [۲۲] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے متعلقین سے کس قدر محبت رکھتے تھے۔

ان مکتوبات سے مولانا کی ذاتی زندگی کے بعض پہلوؤں کے بارے میں بھی آگاہی ملتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک خط سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی کوئی ذاتی جائداد نہیں تھی [۲۳]۔ اپنی عبادات و وظائف کے بارے میں ایک خط میں لکھتے ہیں کہ ''پنجگانہ نماز اور چوبیس وظائف ادا کرتا ہوں''۔ [۲۴]

بادشاہوں، وُزرا اور اُمرا کے نام لکھے جانے والے سفارشی خطوں میں بالارادہ زیادہ باوقار اور ٹھوس لب ولہجہ اختیار کیا گیا ہے۔ [۲۵] ان خطوں میں خوشامد، چاپلوسی یا غیر ضروری عجز و انکسار نہیں ہے۔ یہ خود دارانہ اسلوب مولانا کی عظمت کردار کی روشن دلیل ہے۔ [۲۶] دوسروں کی حاجت روائی کی درخواست کرتے ہوئے مولانا کا لب ولہجہ التماس و التجا کا رنگ اختیار نہیں کرتا بلکہ اس میں ایک مخلصانہ اور مشفقانہ تحکم پایا جاتا ہے۔ ایسے خطوط رومی کے احساس خود شناسی اور عزت نفس کے بہترین آئینہ دار ہیں۔

موضوعات اور اُسلوب کی اہمیت کے لحاظ سے بھی تمام خطوط ایک جیسے نہیں ہیں۔ بعض خطوں میں بالکل عام اور رسمی یا روزمرہ کے نجی مسائل کا بیان ہے جب کہ کچھ مکتوبات لفظی و معنوی طور پر اتنے جاندار ہیں کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بعض خطوط میں تصوّف کے بلند پایہ موضوعات خوبصورت نثر میں بیان کیے گئے ہیں۔ [۲۷]

تصوف کا ایک اہم موضوع عجز و انکسار ہے جس کی طرف تقریباً تمام سلاسل طریقت کے صوفیۂ کرام نے توجہ دلائی ہے اور اس کی اہمیت و فضیلت اپنے اپنے طور پر واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا نے بھی اپنے مکتوبات میں اس صفت انسانی کی اکثر مقامات پر تعریف و توصیف فرمائی ہے۔ ایک جگہ تحریر کرتے ہیں:

آدمی در دولت و رفعت بر مثال خاکی است کہ بادش در رباید و بہ بلندی برد ساعتی کہ ''الدنیا ساعتی''، باز بہ حضیض اجل بہ زمین فرو گذارد خنک آن خاکی کہ چون بالا بر آید مرکب باد، خویشتن فراموش نکند و بداند کہ من ھمان خاک بی دست و پایم و این باد عاریتی است۔ [۲۸]

ترجمہ: آدمی کے مرتبہ ومقام کی مثال مٹی کی سی ہے جسے ہوا اڑا لے جاتی ہے اور ہر گھنٹے ہوا مٹی کو زیادہ دور اور بلند لے جاتی ہے اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ ''دنیا ایک گھنٹہ ہے''۔ پھر ہوا

مٹی کو بلندی سے زمین کی پستی پر لے آتی ہے۔ یہ مٹی کی موت ہے۔ مبارک ہو وہ مٹی جو ہوا کے دوش پر پرواز کرتی ہوئی یہ نہ بھول جائے کہ اس کا مقام زمین ہے اور یہ پرواز اور اڑان عارضی ہے۔ [۲۹]

صوفیا کے ایک طبقے کا مشرب یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ وقوع پذیر ہو رہا ہے وہ مشیت ایزدی ہی کے تحت ہے اور انسان مجبور و بے اختیار ہے۔ مولانا نے صوفیہ کے اسی نظریے کی اس انداز میں تائید کی ہے:

مقادیر جملہ بہ دست و فرمان حضرت است، بی دستوری حضرت یک دم و یک نفس ممکن نیست، و مثال خلقان در دریای تقدیر همچون کشتیهای سرگردانند، مسخر باد، پراکندہ۔ بانگ می زنی کہ ای کشتی، این سوی بران، کشتی بہ حکم حال جواب می گوید کہ ما محکوم باد دریا ئیم تا از چپ آید یا از راست از پیش آید یا از پس، و اگر باور نمی کنی عجز خود را ببین کہ صد ھزار کار بی مراد تو می رود ۔ [۳۰]

ترجمہ: کام حضرت باری کے حکم و فرمان سے عمل پذیر ہوتے ہیں، اس کے فرمان کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ مخلوق بحر تقدیر میں کشتیوں کی طرح سرگرداں ہے کہ کیا کرے۔ آپ کشتی کو آواز دیتے رہیں کہ ادھر آیا ادھر جا مگر وہ جواب دے گی کہ میں تو باد سحر کے تابع ہوں اور اپنا کچھ اختیار نہیں رکھتی۔ ہوا مجھے آگے لے جائے یا پیچھے، دائیں لے جائے یا بائیں، مجھے اس کے مطابق عمل کرنا پڑے گا، بہرحال آپ غور کریں تو ہمارے جملہ کاموں سے ہماری عجز و ناتوانی ظاہر ہے۔ [۳۱]

داستان نویسی اور تمثیل نگاری میں رومی کا ایک خاص اُسلوب ہے جو اُن کی شاعری اور نثر دونوں میں موجود ہے۔ اسے مکتوبات اور خطبات میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ [۳۲] مولانا نے چونکہ زیادہ تر خطوط بادشاہوں اور امرا کو عوام الناس کی حاجت روائی کے سلسلے میں لکھے ہیں اس لیے اپنی بات کی تفہیم کے لیے اُنھوں نے عام روزمرّہ زندگی سے مثالیں پیش کی ہیں تاکہ مکتوب الیہ بغیر کسی دشواری کے اُن کے مفہوم کو با آسانی سمجھ لے۔ مثلاً ''میٹھے پانی کے گرد لوگوں کا ہجوم رہتا ہے'' [۳۳] کی مثال ایسی ہے جو بکثرت استعمال ہوئی ہے اور مولانا نے یہ ہر اُس موقع پر بیان کی ہے جہاں مکتوب الیہ کو یہ سمجھانا مقصود ہے کہ حاجت روائی کی بڑی اہمیت ہے اور لوگوں کے ہاں حاجت رواؤں کی بڑی قدر و منزلت ہے۔

مکتوبات کے گہرے مطالعے سے مولانا کے سوانح حیات اور مثنوی معنوی کے کئی

مقامات کی تفہیم میں بہت مدد ملتی ہے۔ مولانا کے سوانح نگاروں کی بیان کردہ بہت سی مبہم باتیں ان خطوں کے مطالعے سے واضح ہو سکتی ہیں۔ [۳۴]

ان سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کے اردگرد کیسے لوگ جمع تھے، وہ کن مسائل کا شکار تھے، اُنھیں کیا نفسیاتی پیچیدگیاں لاحق تھیں، اُن کی ترجیحات کیا تھیں، وہ مولانا سے کیا کیا توقعات وابستہ کیے ہوئے تھے اور خود مولانا کس خلوص، شفقت اور حوصلہ مندی کے ساتھ ان معاملات سے نبرد آزما ہوتے تھے۔ [۳۵]

بیشتر مکتوبات کا تعلق مولانا کی زندگی کے آخری برسوں سے ہے، جب وہ کسی حد تک دل جمعی کے ساتھ مثنوی نگاری میں مشغول تھے۔

مولانا کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ اُن کی تمام تخلیقات میں، چاہے وہ نثری ہوں یا منظوم، کوئی معنوی تضاد نہیں پایا جاتا۔ اُن کی کوئی تخلیق کسی دوسری تخلیق میں بیان کیے گئے حقائق، واقعات یا افکار کا رد نہیں کرتی۔ یہ خصوصیت اُن کے مکتوبات میں بھی موجود ہے۔ خطوں میں بیان کیے گئے تمام معاملات کی تائید و تصدیق مولانا کے اہم سوانحی منابع سے بھی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک خط [۳۶] میں انھوں نے نماز کی بجا آوری کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ویسی ہی بحث فیہ ما فیہ [۳۷] میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں آگ بھڑک اٹھنے والے الم ناک تاریخی واقعے کا ذکر مکتوب [۳۸] کے علاوہ مثنوی معنوی [۳۹] میں بھی کیا ہے۔

مولانا کی تمام تصانیف میں فارسی کے مشہور صوفی شعراء حکیم سنائی غزنوی (م:۵۴۵ھ/۱۱۳۱ء) اور فریدالدّین عطّار نیشاپوری (م:۶۱۸ھ/۱۲۲۰ء) کے اثرات نمایاں ہیں۔ خطوں میں بھی یہی صورت ہے۔ مکتوبات میں بھی اُن کے کئی اشعار شامل کیے گئے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کے فکر و نظر پر اُن کے اثرات بہت گہرے تھے۔ [۴۰]

مولانا جس طرح اپنی زندگی، افکار اور شاعری میں آزاد اور منفرد اُسلوب کے حامل تھے، اسی طرح مکتوبات میں بھی اُن کا ایک جداگانہ انداز سامنے آتا ہے۔ ان خطوط کی نثر بوجھل اور جامد نہیں بلکہ زندگی، حرارت، روانی اور جمال کے عناصر سے معمور ہے۔ [۴۱]

مولانا اکثر و بیشتر خطوط اپنے محبوب خلیفہ حسام الدین چلپی (م:۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء) یا اپنے بڑے فرزند سلطان ولد (م:۷۱۲ھ/۱۳۱۲ء) کو املاء کرایا کرتے تھے۔ بعض خطوں پر وہ

اپنے دستخط بھی کر دیا کرتے تھے جو مکتوبات کے قلمی نسخوں میں اسی طرح نقل کیے جاتے رہے۔ یہ خطوط مختلف لوگوں کے ذریعے منزل کو روانہ کیے جاتے تھے۔ یہ مکتوبات تبرکاً محفوظ کر لیے جاتے تھے۔ مولانا کے سوانح نگاروں نے بھی بعض خطوط اپنی کتابوں میں کلی یا جزوی طور پر شامل کیے ہیں۔

قیاس ہے کہ مولانا کا مجموعہء مکتوبات حسام الدین چلپی یا سلطان ولد میں سے کسی نے مرتب کیا اور جتنے خط دستیاب ہوئے یکجا کر دیے۔ مولانا کثرت سے خط لکھا کرتے تھے، اُن کے تذکرہ نگاروں نے بالاتفاق اس کی تصدیق کی ہے۔ ظاہر ہے کہ مولانا نے عمر بھر میں یہی ڈیڑھ سو کے لگ بھگ خط تو نہیں لکھے ہوں گے (۴۲)۔ گویا ان کے بیشتر خطوط محفوظ نہیں رہ سکے۔ یہ خطوط جن لوگوں کو لکھے گئے، اُن کی تاریخی شخصیات اور احوال معلوم ہیں۔ صرف تین چار خط ایسے ہیں جن کے بارے میں حتمی طور پر طے نہیں ہو سکا کہ کن کے نام لکھے گئے۔

مولانا کے خطوط سے یہ آگاہی بھی ملتی ہے کہ آپ خواتین کی عزت واحترام کے بے حد قائل تھے اور عفت و پاکیزگی کی حامل خواتین کی بہت قدر کرتے تھے[۴۳]۔ اس کے علاوہ انھوں نے مردوں کو اپنی بیویوں سے بھی حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ بلاشبہہ مولانا کے سبھی خطوط اپنی اپنی جگہ دانش و حکمت کا خزانہ ہیں مگر وہ خط جو انھوں نے اپنے بیٹوں کے نام لکھے، خاص طور پر سچائی، خلوص اور دانشورانہ بصیرت کے حوالے سے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

مولانا نے اپنے بڑے بیٹے سلطان ولد کو اپنے محبوب مرید و خلیفہ صلاح الدّین زرکوب (م: ۶۵۷ھ/ ۱۲۵۸ء) کا داماد بنایا تھا۔ سلطان ولد اور اُن کی بیوی فاطمہ خاتون میں کچھ ان بن ہوگئی تو مولانا نے اپنے بیٹے کو بہت اثر انگیز خط لکھا اور اُنھیں تاکید کی کہ وہ اپنی بیوی کی قدر کریں، اُس کا دل نہ دکھائیں۔ یہ ایک یادگار خط ہے[۴۴]۔ اسی سلسلے میں اُنھوں نے ایک خط اپنی بہو فاطمہ خاتون کو بھی لکھا۔ اس میں تحریر کرتے ہیں:

اگر فرزند عزیز بہاء الدین، در آزار شما کوشد، حقاّ و ثم حقاّ دل از او برکنم و سلام او را جواب نگویم و به جنازہء من نیاید نخواهم و همچنین غیر او هر که باشد[۴۵]۔

ترجمہ: اگر فرزندِ عزیز بہاء الدین آپ کو تکلیف پہنچاتا ہے تو خدا کی قسم میں اس سے اپنا دل ہٹا لوں گا، اس کے سلام کا نہیں دوں گا اور اسے میرے جنازے میں شریک ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ مجھے اُس کی ضرورت نہیں ہے اور ہر اُس شخص کی ضرورت نہیں جو آپ کو رنج پہنچائے۔

[۴۶]
کئی خطوں سے مولانا کے بیٹے علاء الدّین (م: ۶۶۰ھ/۱۲۶۲ء) کے ساتھ مولانا کی آزردگی کا پتہ بھی چلتا ہے۔ یہ وہی علاء الدّین ہیں جو شمس تبریزی کے گستاخ مشہور ہیں اور جب شمس کے قتل کی افواہ پھیلائی گئی تو یہ بھی کہا گیا کہ یہ سب کچھ علاء الدّین کے ایماء پر ہوا ہے[۴۷]۔ علاء الدّین، مولانا کی زندگی ہی میں وفات پا گئے۔ ایک خط میں مولانا نے قاضی وقت سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ علاء الدّین کے بچوں کو وراثت سے محروم نہ کیا جائے[۴۸]۔

مکتوبات مولانا جلال الدین رومی کے اس مختصر سے جائزے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کے خطوط نہ صرف اُن کی شخصیّت کے بہت سے پہلوؤں کو سمجھنے میں مفید و موثر منابع کا کردار ادا کرتے ہیں بلکہ مولانا کی یہ تحریریں فصاحت و بلاغت کا بہترین نمونہ بھی ہیں۔ یہ مکتوبات تاریخی دستاویز ہونے کے حوالے سے بھی اہم ہیں۔ اور مولانا کی دانشورانہ اور حکمت آمیز باتوں کا خوبصورت اظہار بھی ہیں۔ ان خطوط کا مطالعہ راہِ سلوک پر چلنے والوں کے لیے بھی یقیناً راہنمائی کا موجب ہے کیونکہ درویشانہ زندگی کا مقصد محض گوشہ نشینی نہیں ہوتا بلکہ دینی اُمور کے ساتھ ساتھ دنیاوی اُمور کی انجام دہی بھی بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ ایک درویش اور عالم کا فرضِ منصبی ہے کہ وہ صاحبانِ اقتدار و اختیار کو اُن کی ذمہّ داریوں کا احساس دلائے، اُن کی کوتاہیوں پر سرزنش کرے اور خود بھی ہمہ وقت خدمتِ خلق کے لیے تیار رہے۔ یہ باتیں عہدِ حاضر کی اہم ضرورت بھی ہیں۔ مولانا کی زندگی کا یہی وہ توازن ہے جو اُن کے مکتوبات میں صاف جھلکتا نظر آتا ہے۔ انھی خصوصیات کی بناء پر یہ مکتوبات فارسی زبان و ادب کے ذخیرے میں بلاشبہہ اپنی الگ اہمیت وافادیت رکھتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ رومی، جلال الدین۔ مکتوبات مولانا جلال الدین رومی، تصحیح، توفیق ہ۔ سبحانی (تہران: مرکز نشر دانشگاهی، ۱۳۷۱ش)، ۴۰۳۔

۲۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۔

3. Franklin D. Lewis, ***Rumi: Past and Present, East and West***, **First South Asian Edition (Oxford: One World, 2007), 294.**

4. Lewis, *Rumi*, 294.

5. Lewis, *Rumi*, 294.

6. Lewis, *Rumi*, 294.

۷۔ رومی، جلال الدین۔ مکتوبات وخطبات رومی ترجمہ، محمد ریاض، طبع اول (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۸ء)، ۴۔

8. Lewis, *Rumi*, 295.

۹۔ رومی، مکتوبات وخطبات، ۴۔

۱۰۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۸۳۔

۱۱۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۵۰۔

۱۲۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۵۶۔

۱۳۔ رسالہ در تحقیق احوال و زندگانی مولانا جلال الدین محمد مشهور به مولوی، چاپ ہفتم (تہران: بدیع الزمان فروزانفر، زوار، ۱۳۸۴ش)، ۲۱۴۔

۱۴۔ رسالہ، ۲۱۵۔

۱۵۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۲۴۵۔۲۴۲۔

۱۶۔ رسالہ، ۲۱۵۔

۱۷۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۹۴۔

۱۸۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۸۸۔

۱۹۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۱۰۔

۲۰۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۷۹۔

۲۱۔ رسالہ، ۲۱۵۔

۲۲۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۲۴۵، ۲۴۳، ۲۴۲، ۲۳۲، ۲۲۶، ۲۲۴، ۲۱۹، ۲۱۵، ۲۰۸، ۲۰۶، ۲۰۳، ۲۰۱، ۱۹۸، ۱۹۶، ۱۹۱، ۱۸۶، ۱۸۲، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۶۶، ۱۵۸، ۱۵۲، ۱۴۷، ۱۳۲، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۰۰، ۹۷، ۹۴، ۸۹، ۸۰، ۷۶، ۷۴، ۵۸، ۵۵، ۵۱، ۴۴، ۲۹۔

۲۳۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۵۵۔

۲۴۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۲۲۸۔

25. Lewis, *Rumi*, 295.

۲۶۔ محمد علی موحد، ''سیری در آثار منثور مولانا''، تحفه های آن جهانی، سیری در زندگی و آثار مولانا جلال الدین رومی، چاپ اول (تہران: بہ کوشش علی دهباشی، سخن، ۱۳۸۲ش)، ۸۰۹۔

۲۷۔ رسالہ، ۲۱۵۔

۲۸۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۲۰۲۔

۲۹۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۹۸۔

۳۰۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۲۲۱۔

۳۱۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۲۲۱۔

۳۲۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۳۔

۳۳۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۲۳۷، ۲۱۳، ۲۱۱، ۲۰۸، ۱۹۲، ۱۲۶، ۵۵۔

۳۴۔ رسالہ، ۲۱۵۔

۳۵۔ موحد، سیری در آثار منثور مولانا، ۸۱۱۔

۳۶۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۸۴۔

۳۷۔ جعفر مدرس صادقی، بہ تصحیح، مقالات مولانا (فیہ ما فیہ)، چاپ چہارم (تہران: کتاب خانہ ملی ایران، ۱۳۸۲ش)، ۱۲۲۔

۳۸۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۷۷۔

۳۹۔ مولانا قاضی سجاد حسین، ترجمہ مثنوی مولوی معنوی، دفتر اوّل، دوم (لاہور: حامد اینڈ کمپنی، ۱۹۷۴ء)، ۳۷۸۔

۴۰۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۲۔۱۱۔

۴۱۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۲۳۔

۴۲۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۲۷۔

۴۳۔ رومی، مکتوبات وخطبات، ۲۳۰۔۲۲۰۔

۴۴۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۷۰۔۶۸۔

۴۵۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۳۳۔۱۳۲۔

۴۶۔ رومی، مکتوبات وخطبات، ۱۰۸۔۱۰۷۔

۴۷۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۴۶۔۲۔۷۱۔

۴۸۔ رومی، مکتوبات مولانا، ۱۰۱۔

مآخذ

حسین، مولانا قاضی سجاد۔ ترجمہ مثنوی مولوی معنوی۔ دفتر اوّل، دوم۔ لاہور: حامد اینڈ کمپنی، ۱۹۷۴ء۔

رسالہ در تحقیق احوال وزندگانی مولانا جلال الدین محمد مشہور بہ مولوی۔ چاپ ہفتم۔ تہران: بدیع الزمان فروزانفر، ، زوار، ۱۳۸۴ش۔

رومی، جلال الدین۔ مکتوبات وخطبات رومی۔ ترجمہ محمد ریاض۔ طبع اوّل۔ لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۸ء۔

رومی، جلال الدین۔ مکتوبات مولانا جلال الدین رومی۔ تصحیح توفیق ھ۔ سبحانی۔ چاپ اوّل۔ تہران: مرکز نشر دانشگاھی، ، ۱۳۷۱ش۔

صادقی، جعفر مدرس۔ بہ تصحیح مقالات مولانا (فیہ مافیہ)۔ چاپ چہارم۔ تہران: کتاب خانہ ملی ایران، ۱۳۸۲ش۔

موحد، محمد علی۔ ''سیری در آثار منثور مولانا۔'' تحفہ ھای آن جہانی، سیری در زندگی و آثار مولانا جلال الدین رومی۔ چاپ اوّل۔ تہران: بہ کوشش علی دھباشی، سخن، ۱۳۸۲ش۔

Lewis, Franklin D. *Rumi: Past and Present, East and West*. First South Asian Edition. Oxford: One World, 2007.